THE ATONEMENT

مسئلہ کفارہ

پر

قسیس جان قلندر معلّم

مدرسہ علم الٰہی الہ آباد

کی

تقریر

نارتھ انڈیا کرسچین ٹرکٹ اینڈ بک سوسائیٹی الہ آباد

سنہ ۱۹۲۴ء

بار چہارم   تعداد ۵۰۰۰   قیمت فی جلد ۳ پائی

یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی

۵۳ واں باب

۱- ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا؟ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا؟
۲- وہ اُسکے آگے کونپل کی طرح پھوٹ نکلا ہے اور اُس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے پھوٹتی ہو۔ اُسکے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اُس پر نگاہ کریں اور کوئی نمایش بھی نہیں کہ ہم اُسکے مشتاق ہوویں۔
۳- وہ آدمیوں میں بے نہایت ذلیل اور حقیر تھا۔ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ لوگ اُس سے گویا روپوش تھے۔ اُسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اُسکی کچھ قدر نہ جانی۔
۴- یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا۔ پر ہمنے اُسکا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔
۵- پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کیلئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔
۶- ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُسپر لادی۔

التماس

عرصہ کئی سال کا ہوا کہ شہر الہ آباد میں ایک مشن ہندو و محمدیوں کے لئے چوک کے گرجے گھر میں قرار پایا تھا اُس وقت اس خاکسار کو مسئلہ کفارہ پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔ اُس تقریر کا خلاصہ حسب فرمائش چند صاحبان ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ مسئلہ نہایت ہی عمیق و وسیع ہے اور تحریر کو بہت کچھ گنجائش ہے لہذا اگر کوئی صاحب اس کی نسبت زیادہ دریافت کیا چاہیں تو بندہ سے بذریعہ خط یا ملاقات بخوشی اسپر گفتگو کریں۔

خاکسار

قسیس جان قلندر مدرسہ علم الہی الہ آباد

مسئلہ کفارہ

یہ عظیم الشان مسئلہ مسیحی مذہب کی جان اور ہمارے دین و ایمان کا ایک خاص اصول و رکن ہے۔

سچ پوچھئے تو گنہگار انسان کی نجات کا انتظام اس ایک لفظ کفارہ میں موجود ہے۔

کفارہ کی بنیاد کیا ہے؟ کیا یہ کوئی فلسفانہ تصور یا قیاس ہے؟ کیا یہ کوئی منطقانہ قضیہ ہے جس پر مسیحی لوگ ایمان رکھے ہوئے بیٹھے ہیں؟ ہرگز نہیں! اُس کی بنیاد ایک تواریخی حقیقت ہے جو فی الواقع دُنیا میں ہوئی اور جس کے ہونے کا ثبوت تواریخ کے ذریعہ سے ہم تک متواتر پہونچا ہے۔ یہ تواریخی حقیقت ایک نہایت ہی سنجیدہ واقعہ ہے۔ یہ ایک شخص کی موت ہے۔ کس کی موت؟ کیا کسی پہلوان رستم زمان کی موت جو اپنی شجاعت پر دم بھرتا ہوا مرجاتا ہے؟ کیا مثل سقراط کے یہ کسی فلاسفر کی موت ہے جو اپنی تعلیم کی صداقت پر اپنے خون سے دستخط کرتا ہے؟ کیا یہ ایسے شخص کی موت ہے جس میں

حب الوطنی کا جوش زور مار رہا ہے؟ نہیں! یہ جہاں کے منجی خداوند یسوع مسیح کی موت ہے جسنے اپنی جان ہمارے گناہوں کے کفارہ میں دیدی +

اسلام اِس موت کا قائل نہیں۔ اُسکا کہنا یہ ہے:۔
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ترجمہ۔ "اور نہیں مارا اُسکو اور نہ سولی دی اُسکو و لیکن شُبہہ ڈالا گیا"
پر خدا کے انبیاء برحق اور مسیح کے رسولوں کے قول ہاں خود خداوند یسوع مسیح کے قول کے مقابلہ میں اسکے کہنے کی کیا وقعت ہے۔ یہودی مورّخ یوسفیس اور رومی مورخ تاسیطیس اس صداقت پر شہادت دے رہے ہیں۔ کہ مسیح مارا گیا۔ انجیل نقارہ کی آواز سے یہ بشارت دے رہی ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا +

کفارہ سے کیا مراد ہے؟ لفظ کفارہ عربی لفظ "کفر" سے بنا ہے۔ اِسکے لغوی معنی ڈھانپنے کے ہیں۔ عبرانی لفظ "کپر" کا بھی یہی مطلب ہے علم الٰہی میں اس سے وہ فعل مراد ہے جسکے ذریعہ خدا اور انسان میں میل ہوتا ہے +

انسان خدا سے جدا ہو گیا ہے۔ گناہ باعث جُدائی ہے!

اسی گناہ کے سبب ہم قصوروار اور سزاوار ٹھہرے ہیں۔ اسی کے سبب سے غضب الٰہی ہمپر جھوم رہا ہے۔ میل کی صورت اگر کوئی نظر آتی ہے تو وہ یہ ہے کہ گناہ جو باعث جُدائی ہے کسی طور سے دور ہو جائے۔ غضب الٰہی ہمپر سے ہٹ جائے اور ہم سزا سے بچ جائیں! +

اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے خدا کا غضب ہمپر سے دفع ہو اور ہم گناہ کی سزا سے بچکر قربت الٰہی کو حاصل کریں۔ دنیا کی دینی تواریخ پہ ایک سرسری نظر ڈالنے سے ایک عالمگیر طریقہ کا خیال پیدا ہوتا ہے گناہ کا عالمگیر علاج ہر قوم و ہر مذہب کے نزدیک قربانی کا رواج ہے۔ قربانی الٰہی قربت کا ایک خاص وسیلہ ہے جاہل سے جاہل ہاں وحشی لوگوں کے بیچ بھی اگر آپ جائیں تو اُن میں بھی یہ رواج پائینگے ہمارے ملک کے قدیم باشندے۔ گونڈ بھیل۔ سنتال اور پہاڑی لوگوں کے بیچ قربانی کی رسم موجود ہے۔ جب کبھی کوئی تکلیف آ پڑتی ہے تو کم سے کم وہ ایک مرغ کو قربان کر ڈالتے ہیں یہ قربانی اُنکے نزدیک الٰہی خفگی کے دور کرنے اور خدا کی نزدیکی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ شائستہ لوگوں میں بھی

قربانی کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً اِس ملک کے آریہ لوگوں کی قدیم دینی کتابوں کا اگر آپ ملاحظہ کریں تو یہ امر آپ پر بخوبی روشن ہوجائیگا وید قربانی کے ذکر سے پُر ہے اُس میں قربانی کی ازحد تعریف موجود ہے مثلاً "قربانی دُنیا کی نابھی ہے" "تو قربانی کے وسیلے ہمارے تمام گناہوں کو ہم سے دور کردے" "قربانی سے دیوتاؤں نے بہشت حاصل کیا" قربانی کے وسیلے اِنہوں نے دیوتاؤں کو نکال دیا" "قربانی سے دشمن دوست بنجاتے ہیں تمام باتیں قربانی میں شامل ہیں اِسواسطے (دانا) قربانی کو اصول والی بات کہتے ہیں" اس قسم کے مضامین ویدوں سے اوربھی اخذ کئے جاسکتے ہیں پر یہ کافی ہیں زیادہ نقل کرنیکی ضرورت نہیں مشتے نمونہ از خروارے +

یہودیوں میں بھی قربانی کا زبردست رواج تھا مختلف اقسام کی قربانیاں اُن میں ہمیشہ گذرانی جاتی تھیں قربانی ہی کے ذریعے سے اُن کے گناہوں کا کفارہ ہوتا تھا حتیٰ کہ خدا نے اُن کے لئے ایک خاص دن ٹھہرایا تھا جسے یوم بکپور یعنی کفارہ کا دن کہتے تھے ۔ اُس دن سردار کاہن قربانی کا خون لیکر ہیکل میں جاتا اور اپنے اور

تمام قوم کے گناہوں کے لئے کفارہ دیتا تھا +

اسلام بھی اس طریقہ سے ناواقف نہیں چنانچہ قرآن میں خدا حضرت محمد سے یہ کہتا ہے:۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ترجمہ "تحقیق دی ہم نے تجھکو کوثر پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر" خیال کرنے کی بات ہے کہ لفظ "نحر" خاص اونٹ کی قربانی کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر سورہ حج میں یہ تحریر ہے:۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ۔ ترجمہ "اونٹ بنائی قربانی کے کیا ہے ہم نے اُن کو واسطے تمھارے نشانیوں اللہ کی واسطے تمھارے بیچ اُسکے خوبی ہے" پھر یہ آیت بھی آئی ہے:۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ ترجمہ "ہرگز نہ پہونچیگا اللہ کو گوشت اُنکا اور نہ لہو اُنکا ولیکن پہونچیگی پرہیزگاری تمھاری" تفسیر حسینی میں "التقوی" کی شرح یوں ہوئی ہے " وہ چیز جسکے ساتھ ملی ہے پرہیزگاری کہ وہ حکم الٰہی کی تعظیم ہے اور اچھی طرح پر قربانی کرتے اُس کا قرب حاصل کرنا ہے +

اس ساری تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ قربانی کا رواج گناہ کا عالمگیر علاج اور قربت الٰہی کا وسیلہ ہے +

پر کیا جانوروں کی قربانی انسان کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے؟ کیا خدا بکروں یا بیلوں کے خون سے خوش ہوتا ہے؟ "ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے،، (عبرانیوں کا خط ۱۰ باب ۴- آیت) اِس سچائی کا خیال قدیم آریوں میں بھی موجود تھا اس لئے اُنکی کتابوں میں یہ ذکر آیا ہے کہ "مخلوقات کے خالق پرجاپتی نے اپنے تئیں اُنکے لئے دیدیا کیونکہ وہ اُن کی قربانی بنگیا" انہوں نے قربانی کے لئے پُرش کو ذبح کیا اُس پُرش کو جو ازل سے پیدا ہوا تھا،، (تیتریہ ارنک) سچ ہے اگر کوئی کفارہ کافی ووافی گنہگار انسان کے لئے دے سکتا ہے تو وہ مخلوقات کا خالق پرجاپتی ہی ہوگا۔ ہم بڑی خوشی کے ساتھ یہ بشارت آج آپ کو دیتے ہیں کہ **خداوند یسوع مسیح** وہی پرجاپتی مخلوقات کا خالق ہے جسنے اپنے تئیں قربان کردیا ہے! انجیل اس صداقت کا اعلان دے رہی ہے اُس میں لکھا ہے کہ "جس طرح آدمیوں کے لئے ایک بار

مرنا اور اُسکے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے اِسی طرح مسیح بھی
ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اُٹھانے کے لئے قربان ہوکر دوسری بار
بغیر گناہ کے نجات کے لئے اُنکو دکھائی دیگا جو اُس کی راہ
دیکھتے ہیں،، (عبرانیوں کو خط ۹ باب ۲۷ و ۲۸- آیت)

قربانی کی اصل غرض یہ تھی کہ انسان اس بات کو یاد رکھے
کہ میری زندگی میری نہیں پر خدا کی ہے۔ لہذا واجب ہے کہ
میں خود اپنے تیئں خدا کے سپرد کروں پس اگر کوئی انسان
کسی دیگر مخلوق کو اپنے عوض قربانی کرے تو قربانی کی اصل
غرض فوت ہوجائیگی چاہئے کہ ایک ایسا انسان جو الانسان
ہو جسمیں انسانیت کی ساری خوبی و فضیلتوں کا مجموعہ موجود ہو
جو جمیع انسانیت کا سر و سردار ہو اپنے آپکو قربان کردے +

اِس اصل غرض کے علاوہ گناہ کے باعث قربانی قہر الٰہی کے
دفع کرنے کا ذریعہ بھی ٹھہری۔ یہ غرض بھی کسی ایسے ہی قربانی
سے پوری ہوسکتی ہے جو خود گناہ کے دائرہ سے دور اور
قہر الٰہی کے حلقہ سے علیحدہ ہو۔ ہم بڑی دلیری سے اس بات
کی خبر آج آپکو دیتے ہیں کہ وہ الانسان خداوند یسوع
مسیح ہے اُسمیں ایسی خوبیاں موجود تھیں جنکے سبب وہ ہمارا

کفارہ و قربان ہوسکتا تھا۔ وہ ساری انسانیت کا مرکز تھا۔ اُسمیں انسانیت کی ساری خوبیوں کا مجموعہ موجود تھا وہ الانسان تھا جسکی شکل شباہت پر اس دنیا کے سارے انسان پیدا کئے گئے۔ اگر یوں کہیں تو بجا ہے کہ وہ ہم انسانوں کی اصل تھا۔ ہم اُسکی نقل ہیں۔ پس اُسکا قربان ہونا۔ ایک حقیقی انسان کا قربان ہونا تھا۔ اُسکا اپنے تئیں نذر کردینا جمیع انسان کا اپنے تئیں خدا کے آگے نذر کردینا تھا اس معنی میں وہ حقیقی قربان تھا اور دیگر قربانیاں غیر حقیقی تھیں یا یوں کہئے کہ وہ اصل تھا اور جانوروں کی قربانیاں اس کی نقل تھیں۔ یہی سبب ہے کہ اُسکے قربان ہونے کے بعد یہودیوں کی قربانی کا رواج بالکل معدوم ہوگیا اور دیگر اقوام میں اُس پر زوال آگیا "آفتاب آمد دلیل آفتاب"

پر شاید آپ یہ دریافت کرینگے کہ کیونکر اُسکی موت کفارہ کی موت ٹھہری؟ موت تو موت جیسے اور لوگ مرگئے ویسے ہی وہ بھی مرگیا پھر کیونکر اُسنے ہمارے گناہوں کی سزا اُٹھائی +

اِس بات کے سمجھنے کے لئے ہمیں اُس کی موت کے

خاصہ پر خیال کرنا چاہئے اُس کی موت اُس کی زندگی کا نتیجہ تھی اور وہ زندگی گناہ سے مبرّا و منزہ تھی اُسنے خدا کی پوری فرمانبرداری کی "وہ فرمانبردار رہا ہاں صلیبی موت تک فرمانبردار تھا"! اُسکی مرضی ہمیشہ خدا کی مرضی سے مطابقت رکھتی تھی اُسمیں گناہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اُسکی شان میں انجیل مقدّس میں یہ آیتیں آئی ہیں:۔ اُس راستباز نے ناراستوں کے لئے دُکھ اُٹھایا اُسمیں گناہ نہیں ہے" وہ گناہ سے واقف نہ تھا"

خیال کرنے کا مقام ہے کہ موت گناہ کی مزدوری ہے پر وہ بے گناہ تھا۔ اسواسطے موت اُسکے لئے لازمی بات نہ تھی پھر وہ جو مرگیا تو کیوں ؟

گناہ کی مزدوری موت ہے اس موت سے صرف حیوانی موت یعنی روح کا جسم سے جدا ہوجانا ہی مراد نہیں بلکہ اُس سے گناہ کے باعث انسان کا خدا سے جدا ہوجانا بھی مفہوم ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے کوئی گناہ نہ کیا پھر کیوں اُس نے بوقت تصلیب خدا کی جدائی محسوس کی ؟ مرتے وقت کیوں اُس نے یہ آواز دی:۔ ایلی ایلی لاما سبقتنی!

یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔
اس کا صرف ایک ہی جواب ہے یعنی یہ کہ جو کچھ اُس نے سہا سو دوسرونکے لئے سہا۔ موت جو خود اُسکے لئے لازمی بات نہ تھی دوسرونکی خاطر اُسکے لئے لازمی ٹھہری۔
اس صداقت کا اظہار خدا کے سچے نبیوں اور رسولوں نے بھی کیا ہے۔ یسعیاہ نبی نے اُسکی شان میں یہ فرمایا ہے ترجمہ ”یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر اُٹھایا اور ہم نے اُسکا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا ہمارے ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں“ دانئیل نبی نے اُسکی نسبت یہ فرمایا کہ ”باسٹھ[۶۲] ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جائیگا پر نہ اپنے لئے“ پھر پولس رسول نے اُسکی بابت یہ لکھا ہے کہ ”اُسنے ہمارے گناہوں کے بدلے میں اپنے آپکو قربان کر دیا تاکہ ہمارے خدا اور باپ کی مرضی کے موافق ہمیں اس موجودہ خراب جہان سے خلاصی بخشے اُسکی تمجید ابدالآباد

ہوتی رہے آمین۔" اسی طور سے پطرس رسول نے یہ فرمایا ہے کہ مسیح نے یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے ہمکو خدا کے پاس پہونچانے کیواسطے گناہونکے باعث ایکبار دکھ اُٹھایا۔" ان رسولوں اور نبیوں کے اقوال کے ماسوائے خداوند یسوع مسیح نے خود بھی اس امر کا اظہار یوں کیا کہ ابن آدم اسلئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔" انجیل متی ۲۰ باب ۲۸ آیت میں سمجھتا ہوں کہ خداوند یسوع مسیح کا یہ قول اُنکے لئے جو اُسکو نبی برحق اور ایک صادق القول اور راست آدمی سمجھتے ہیں اس بات کی دلیل کافی ہے کہ اُسکی موت دوسروں کے بدلے کفارہ میں ہوئی +

پر معقول پسند شخص اسبات پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیونکر ایک شخص کسی دوسرے کے لئے دکھ و تکلیف اُٹھاسکتا ہے اسکے جواب میں عرض یہ ہے کہ انتظام دنیا میں ایسی بات بار بار واقع ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے پر اُس گناہ کی سزا اور اُسکے نتیجے اُس شخص کی بیوی و بال بچے اور دیگر اشخاص جو اُس سے

نسبت رکھتے ہیں اُٹھاتے ہیں۔ وہ گو خود اپنی ذات سے تو معصوم ہیں پر بوجہ اُس تعلق ونسبت کے جو اُنکے اور اُس شخص کے درمیان ہے وہ اُسکے سارے نتائج کو بھوگتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی بھی یہی کیفیت ہوئی اُس نے انسانیت سے تعلق وشرکت پیدا کی جسکی وجہ سے اُسپر یہ بات لازمی ہوئی بوجہ اُسکی اس نسبت کے جو کچھ انسانیت پر پڑنے والی تھی اُسپر پڑی کفارہ ہی وہ فعل تھا جسکے انجام دیتے وقت خداوند نے وہ سب کچھ سہا جو انسانیت سہنے والی تھی۔

اِس مسئلہ کے متعلق ایک اور امر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ مسیح نہ صرف قربان ہوا بلکہ اُسکی قربانی خدا نے قبول بھی کی اور قبولیت کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے اُسکو مردوں میں سے جلایا مبارک جمعہ کے روز وہ قربان ہوا اور اتوار کے روز وہ مردوں میں سے جی اُٹھا۔ اسی لئے رسول مقبول لکھتے فرماتے ہیں کہ وہ ہمارے قصوروں کے سبب مارے جانے کے لئے حوالہ کر دیا گیا اور ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے کے لئے جلایا گیا۔ اگر وہ اپنی موت کے بعد جی نہیں اُٹھتا تو اُسکی موت عام معمولی شخص کی موت کی مانند بے تاثیر

ہوتی اُسمیں ہمارے گناہوں کی مغفرت کی کچھ بھی طاقت نہ ہوتی ہمیں اُس سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوتا پر وہ زندہ ہوا اور اسلئے اُسکی قربانی مؤثر ہوئی-

اس قربانی کا دائمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسیح ہمارا شفیع ٹھہرا- مسیح کا کفارہ اُسکی شفاعت کی پختہ بنیاد ہے اور اسی وجہ سے وہ اسوقت خدا پاس حاضر ہوکر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ شفاعت کا حق صرف زندہ کو ہے کوئی مردہ ہمارا شفیع نہیں ہوسکتا مسیح زندہ ہے اور اِسلئے وہ ہمارا شفیع ہے+

بعض لوگ مردہ شفیع پر بھروسہ رکھتے ہیں- بالفرض اگر ایسا شخص زمانہ آیندہ میں جی اُٹھکر شفاعت کربھی سکتا تو ہمیں اُسکی شفاعت سے اِسوقت کیا حاصل ہوگا- ہم تو اِسوقت گناہ سے آزادی چاہتے ہیں اِسوقت ہم محتاج ہیں کہ کوئی ہمیں قہر الٰہی سے بچائے بجز خداوند یسوع مسیح کے کوئی اور شخص نظر نہیں پڑتا جو اِسوقت خدا پاس حاضر ہوکر ہماری شفاعت کرتا ہو+

یہ خیال کرنیکی بات ہے کہ اُسکی شفاعت دائمی ہے وہ

بھی نہیں مرنیکا اور اسلئے اُسکی شفاعت بھی ختم نہیں ہونیکی لہٰذا مسیح قیوم کے علاوہ اور کسی دوسرے شفیع کی ہمیں ضرورت ہی نہیں +

اے ناظرین! کیسی برکتیں خدا نے آپکے لئے تیار کر رکھی ہیں آپکا فرض ہے کہ آپ اِنکو قبول کریں وہ ہاتھ جس سے آپ اِن برکتوں کو لے سکتے ہیں ایمان کا ہاتھ ہے +

نجات کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل یہ کہ ہمارے گذشتہ گناہوں کی سزا ہمیں نہ ملے دوئیم یہ کہ ہم آئندہ گناہ سے بچنے کی توفیق حاصل کریں۔ یہ دونوں باتیں ہمیں مسیح پر ایمان لانے سے ملتی ہیں +

اُسنے ہمارے گناہ کی سزا اُٹھائی۔ اسلئے جب ہم اُسپر ایمان لاتے ہیں تو سزا سے بچ جاتے ہیں۔ ہمارے گناہ ڈھانپے جاتے (کفر) مسیح کی راستی ہمسے محسوب کیجاتی خدا مسیح کی خاطر ہمیں معاف کرتا ہے +

پھر گنہگار انسان کو نہ صرف گذشتہ گناہوں کی مغفرت کی حاجت ہے بلکہ آئندہ کے لئے گناہ سے بچنے کی بھی ضرورت ہے یہ لیاقت بھی ہم مسیح سے پاتے ہیں وہ زندہ ہے اور اس لئے وہ

گناہ کے ترک کرنیکی توفیق ہمیں عطا کرتا ہے وہ گناہ آلودہ طبیعت
کو دور کر کے ہمیں پاک صاف طبیعت بخشتا ہے اُسپر ایمان لانے سے
نہ صرف ہم راستباز ٹھہرتے بلکہ راستباز بنتے بھی جاتے ہیں! اگر کوئی
گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک شفیع موجود ہے یعنی یسوع
مسیح راستباز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف
ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی +
"خداوند یسوع پر ایمان لا تو تو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا"+

تمام شد

بھجن

رہی شب یہ باقی عمر کھوتے کھوتے	رواں یہ ہوا دن عبث سوتے سوتے
گلستان دل میں ذرا جاکے دیکھو	کہ تخم گناہ ہے بڑھا بوتے بوتے
گناہوں کے داغوں کو دھولے مسیحا	میں عاجز ہوں از خود داغ میں دھوتے دھوتے
کرم کی نظر کر اس عاجز پہ عیسٰے	ہے طالب تیرا ناتواں روتے روتے
بشیر اور ہے تھوڑی یہ منزل تمہاری	چلو اب وطن کو صبح ہوتے ہوتے

۷۔ وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا۔ تو بھی اُسنے اپنا منہہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برّہ جسے ذبح کرنے لے جاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنیوالوں کے آگے بے زبان ہے اُسی طرح اُسنے اپنا منہہ نہ کھولا۔

۸۔ ایذا دیکے اور اُسپر حکم کرکے وُے اُسے لے گئے۔ پر کون اُسکے زمانہ کا بیان کریگا؟ کہ وہ زندونکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میری گروہ کے گناہوں کے سبب اُسپر مار پڑی۔

۹۔ اُسکی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے مرنیکے بعد دولتمندوں کے ساتھ وہ ہوا۔ کیونکہ اُسنے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُسکے منہہ میں ہرگز چھل نہ تھا۔

غزل

گناہوں کو اپنے جو ہم دیکھتے ہیں / تو غضب الٰہی بہم دیکھتے ہیں

اگر غور کرتے ہیں فعلوں کو اپنے / تو لائق جہنم کے ہم دیکھتے ہیں

ارے دل تو غفلت میں کب تک رہیگا / ترے واسطے درد و غم دیکھتے ہیں

گناہوں میں اے دل رہا جو تو مائل / سزا اُسکی پاؤگے ہم دیکھتے ہیں

تمھارے گناہونکی بخشش کی خاطر / مرا ہے مسیح خود یہ ہم دیکھتے ہیں

جو پکڑے وسیلہ شتابی مسیح کا / حیاتِ بقا اُسمیں ہم دیکھتے ہیں

ترے درد و غم کی یہی ہیگی دارو / کہ یسوع ہے شافی یہ ہم دیکھتے ہیں

تو اس بات پر شک نہ لادیں عاصی / گواہی ہے انجیل ہم دیکھتے ہیں

غزل

در پاک سے پھر کے میں جاؤں کہاں | کہیں درد گناہ کی دوا ہی نہیں
تپ جرم سے زار و نحیف ہوا | مجھے اور دوا سے شفا ہی نہیں

ترا نام ہے مرہم زخم دلی | یہ خبر مجھے روح القدس سے ملی
تری ذات ہے مظہر راز خفی | کوئی تجھسا جہاں میں ہوا ہی نہیں

میں نے عمر بھر اپنے گناہ ہی کیا | مجھے بخشوائے میرے یار خدا
ترے آگے میں ہوتا ہوں عرض رسا | کہ سوا ترے اور خدا ہی نہیں

تو نے کلمہ سے مردونکو زندہ کیا | تو نے صدہا مریضوں کو بخشی شفا
جو کہ رتبہ خدا سے ہے تجھکو ملا | کسی اور نبی کو ملا ہی نہیں

جنہیں نام سے تیرے ہے بغض سدا | انھیں جلد تو اپنا کرشمہ دکھا
انہیں روح مقدس کر تو عطا | جنھیں خوف خدا کا ذرا ہی نہیں

دل و جاں سے بھروسہ تجھی پر رکھوں | دم نزع زباں سے مسیح کہوں
ترے بندوں کے میں بھی شمار میں ہوں | میری اس سے زیادہ دعا ہی نہیں

یہ جہاں ہے عالم رنج و عنا | نہ سفیر دل اپنا یہاں پر لگا
نہ رہے گا یہاں پہ نہ کوئی رہا | کہ ہے رہنے کی یہ تو سرا ہی نہیں

مطبوعہ مشن پریس الہ آباد